بے اختیار دوڑے ہے گُل در قفائے گُل

(غالب)

اِدھر چند دنوں میں بہت سے حوادث سر سے گذر گئے۔

عزیز کمال ہمارے بڑے قیمتی ساتھی تھے، قد اونچا، شکل و شباہت اثر انگیز تبسم نازک جو کبھی کبھار خندہ بن کر کھنک جاتا۔ آتے، ضرور ملتے، بیٹھتے، چند باتیں کرتے اور ملاقات کی خوشبو چھوڑ کر چلے جاتے۔ آخری ملاقات ابھی ذہن میں تازہ ہے اور اِدھر اچانک ان کی روانگی کا اعلان ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم کی پیدائش ۲ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو جناب میاں محمد شفیع کے گھر واقع کورپور (ضلع سیالکوٹ) میں ہوئی۔ تعلیمی لحاظ سے بی اے بی ٹی کرنے کے بعد اورینٹل کالج میں چلے گئے۔ وہاں انگریزی اور فلاسفی میں دو ایم اے کیے۔ انگلش میں گولڈ میڈل ملا۔ مولانا حامد علی خاں کے رسالہ "الحمرا" میں علامہ اقبال پر ۱۰ مضامین لکھے، جو شاید مجموعے کی شکل میں شائع ہوں۔ جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ میں ایک سال پروفیسر رہے۔ پھر "پری کیڈٹ" اسکول (جو بعد میں کالج بنا) لوٹ گئے، مری میں ۱۹۸۶ء تک انگلش ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ رہے۔ چوہدری محمد اکبر صاحب مرحوم سے استادی شاگردی کا تعلق رہا تھا۔ اسی سلسلے میں چوہدری صاحب تفہیم کے انگریزی ترجمے میں ان سے مشورہ کرتے۔ بالآخر جب چوہدری محمد اکبر صاحب کا دورِ عمر ختم ہونے کو آیا تو انہوں نے وصیت کی کہ تفہیم کے مزید انگریزی ترجمے کا کام عزیز کمال کریں گے، چنانچہ عزیز صاحب نے کسبِ کمال کیا اور ترجمہ مکمل ہو گیا۔ دو ایک اور رسالے بھی انگریزی میں شائع کرائے۔ ۳ بیٹے اور ۳ بیٹیاں اچھے حالات میں ہیں۔ دو دو برسرِ روزگار اور شادی شدہ اور بقیہ تکمیلِ مدارجِ تعلیم

سے گذر رہے ہیں۔

خدا مرحوم کی مغفرت کرے اور ان کے گھر والوں اور بچوں کو اسی فکری اور اخلاقی راہ پر چلائے جس پر عزیز صاحب چلتے رہے۔ اللہ تعالیٰ سب پر رحم فرمائے۔

دوسرا داغِ فراق ہمیں کرنل محمد رشید عباسی صاحب (آزاد کشمیر) کا برداشت کرنا پڑا۔

۲۴ دسمبر ۱۹۲۲ء کو موضع غازی آباد، ضلع باغ، آزاد کشمیر میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں جہادِ آزادی کا آغاز کرنے والوں میں سے ہیں۔ اس کے بعد باقاعدہ فوج میں شامل ہو گئے۔ کمیشن حاصل کیا۔ ۱۹۶۵ء میں آپریشن جبرالٹر کے سلسلے میں اندرونِ کشمیر (مقبوضہ) بھی گئے اور کئی ماہ تک رہے۔ اس وقت وہ کیپٹن تھے۔ ۱۹۷۱ء میں بہ حیثیت میجر چھمب جوڑیاں محاذ پر زخمی ہو کر گرفتار ہوئے۔ پھر کرنل کے عہدہ پر پہنچ کر ریٹائر ہوئے۔ ۱۹۷۷ء میں تحریک اسلامی آزاد کشمیر میں شامل ہو گئے۔ جماعت کے نائب امیر اور پھر قیم رہے۔ ۱۹۸۱ء میں امیر جماعت منتخب ہوئے۔ وہ سال کا اکثر حصہ دوروں اور سفروں میں گذارتے، حتیٰ کہ عالم اسلام، مشرقِ وسطیٰ، برطانیہ اور امریکہ کے بھی دورے کئے۔ بڑھاپے میں جوانی کی شان سے مجنونانہ انداز پر کام کیا۔

پھر حالیہ دورِ بحران میں آزاد کشمیر میں آزادی کی قوتوں کو ایک پلیٹ فارم پر منظم کرنے کی بڑی جدوجہد کی اور کشمیر لبریشن الائنس کی تشکیل ہوئی۔

بالکل صحت مند اور چاق چوبند تھے کہ عالمِ بالا سے بلاوا آ گیا اور یکایک رخصت ہو گئے۔ خدا ان پر اور ان کے سارے خاندان پر رحمتیں نازل فرمائے۔

ایک اور گہرا گھاؤ ہمیں کرنل اقبال احمد خاں صاحب کی جدائی کا لگا۔ مرحوم رکن مجلس شوریٰ مرکزی و امیر جماعت اسلامی ضلع خوشاب تھے۔ کل من علیہا فان ہ ویبقیٰ وجہ ربک ذو الجلال والاکرام۔

۲۰ فروری ۱۹۲۵ء کو نوشہرہ ضلع خوشاب میں ایک ایسے معزز علمی، دینی گھرانے میں ولادت پائی (اور مہلت عمر خانی ۳۰ نومبر ۱۹۸۹ء تک ملی) جہاں ان کو قاضی فضائل احمد مرحوم استاد عربی کا سایۂ پدری ملا۔ آپ کے دادا اپنے علاقے سون سکیسر کے معروف عالم دین، قاضی و مفتی تھے۔

میٹرک کی تعلیم کے بعد کرنل صاحب نے فوج کی ملازمت کر لی۔ اسی دوران میں داڑھی رکھی اور بڑی مشکلات کا سامنا استقامت سے کیا۔ جماعت اسلامی سے تعارف کا ذریعہ ایک مولوی صاحب کا مخالفانہ وعظ تھا۔ مولوی صاحب کے فرمودات کا حوالہ کرنل صاحب نے طلب کیا تو جواب گول۔ پھر اپنی کھٹک دل میں لیے ہوئے جماعت کے مقامی دفتر میں پہنچے اور وعظ کا ذکر کیا۔ اس پر انہیں رسائل و مسائل کا وہ حصہ دکھایا گیا، جس کا استفادہ بھی فرضی اور شرارۃً لکھا گیا تھا۔ مگر مولانا کے جواب پر وہ الزام نہیں آتا تھا جس کا ذکر وعظ میں کیا گیا تھا۔ تب کرنل صاحب نے جماعت کا پورا لٹریچر خرید کر پڑھا اور متفق بن گئے۔ ملازمت چھوڑنے کے بعد رکنیت اختیار کر لی۔ خوشاب کے علاقے میں دعوت حق کو پھیلانے اور ہر کس و ناکس کے مسائل حل کرنے کے لیے جذبۂ خدمت خلق کے تحت دوڑ بھاگ کرنے میں ایک نمونہ قائم کر دیا۔ آرام و آسائش ترک کر کے جیپ میں بیٹھ کر اکثر دوروں پر رہتے۔ ان کا خاص نقطۂ نظر یہ تھا کہ غلبۂ اسلام کے لیے تمام دینی گروہوں کو اتحاد کرنا چاہیے۔

بہانۂ اجل گردن توڑ بخار بنا۔ راولپنڈی ہسپتال میں پہنچائے گئے مگر

جان بر نہ ہو سکے۔

ایسے افراد کتنی کم تعداد میں ہمارے معاشرے میں پیدا ہوتے ہیں۔ ہائے اس قحط الرجال میں مردانِ علم و عمل کا عالمِ آخرت کو روانہ ہو جانا۔ ع۔ "یہی ہے مگر مرضیٔ حق تعالیٰ" سو صبر سے سرِ تسلیم خم!

ترجمان القرآن کے ارکان ادارہ و دفتر اور ان کے ساتھی اور دیگر متوسلین سب کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کرنل مرحوم کی خدمات کو قبول کرے، کوتاہیوں کو درگذر فرمائے اور اپنی رحمتِ بے پایاں سے نوازے۔ نیز اُن کے پس ماندگان کو بھی صبر جمیل کے ساتھ نعمتِ ہدایت، جذبۂ عبادت، ولولۂ خدمت اور سعی اقامتِ دین سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین!

منصورہ کے اندر ہونے والا واقعہ بھی بڑا رنجدہ ہے کہ محترم رانا اللہ داد خاں صاحب جماعتی سرگرمیوں میں بھی محو رہتے ہیں اور جماعت سے باہر بھی ان کی کئی ذمہ داریاں ہیں۔ عمر کے آخری تہائی حصے میں ان کی اہلیہ محترمہ ان سے جدا ہو گئیں۔ مجھے اپنے گھر والوں سے جو معلومات مل سکیں وہ یہ ہیں کہ وہ سارے دائرۂ خواتین میں مقبول تھیں اور غریب امیر سب سے مخلصانہ طور پر رابطہ رکھتی تھیں۔ بالعموم ان کی ذات بہت سی جماعتی سرگرمیوں کی غیر رسمی مرکز بنی رہتی۔ ان کے نامۂ اعمال میں بہت بڑا ثواب یہ بھی شامل ہے کہ ان کے تعاون کی وجہ سے رانا صاحب جماعت کی دل کھول کر خدمت کرتے رہے اور ہمیشہ مالی انفاق بھی کیا۔ نیز ان کے گھر پر کئی طرح کی میٹنگز ہوتیں جن کے لیے تواضع کے انتظامات مرحومہ فرماتیں۔ غریب پروری میں بھی وہ لمبے ہاتھ ڈالی تھیں۔ خدا ان کی کوتاہیوں سے درگذر کرتے ہوئے ان کی نیکیوں کو قبول کرے

اور اپنے خزانۂ رحمت سے مزید نیکیاں عطا کرے۔ رانا صاحب اس مرحلے میں جس خاص قسم کی تنہائی سے دوچار ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس صابر بندے کو اس سے بخوبی عہدہ برآ کرے اور ان کی اولاد ان کے لیے بھی اور دین کے لیے بھی نیک ثابت ہو۔ آمین۔

مذکرہ واقعات سے بڑھ کر وجۂ درد مولانا محمد رفیع کی رحلت ہے جنہوں نے ۷۶ برس کی عمر میں ۳ نومبر کو کراچی میں آخری سانس لی۔ مرحوم عرصہ سے فالج اور عارضۂ قلب میں مبتلا تھے۔

تقسیم ہند سے قبل ٹونک کے اجتماع کے موقع پر جماعت سے وابستہ ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد مشرقی پاکستان میں جماعت کے کام کی ذمہ داری مولانا پر ڈالی گئی وہاں وہ ۵۲ء تک امیر رہے۔ کراچی واپس آنے کے بعد وہاں قیم جماعت کی ذمہ داری سنبھالی۔ ۱۹۵۹ء میں میونسپل کارپوریشن کے رکن بھی منتخب ہوئے۔ ۱۹۶۲ء میں انہیں مشرقی افریقہ (نیروبی) بھیجا گیا۔ جہاں وہ چار سال تک رہے۔ مرکزی مجلسِ شوریٰ کی رکنیت کا بار بھی سنبھالا۔

مولانا مرحوم بہت ہنس مکھ بھی تھے اور سنجیدہ و متین بھی۔ اوّلین نظر ہی سے ان کی وجاہت بڑا اثر ڈالتی۔ اندازِ تکلم خوبصورت تھا۔ اردو بڑی مؤثر۔ کچھ عرصہ ان کے ساتھ رہنے کا موقع ملا جو باعثِ اعزاز ہے۔

قومی اسمبلی کے سابق رکن مظفر ہاشمی مولانا کے فرزند تھے۔

اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت و مغفرت سے نوازے اور اہل و عیال و خاندان کو صبر بھی دے اور ان کے جذبۂ دینی کا وارث بھی بنائے۔ آمین!